محمد بن فصیح بیاضی قہستانی، ابن حسام الہروی اور ابن محمد رضا الشریف الطالقانی وغیرہ نے لکھے ہیں[1] اور ایک اردو ترجمہ کی اطلاع سید نادر آغا تاجر کتب لکھنؤ کی ایک فہرست (سال نامذکور) میں بھی ملتی ہے۔

اور بجمل شکل میں یہ نسخہ مسلم یونیورسٹی لائبریری علی گڑھ (سبحان اللہ مجموعہ) نیشنل لائبریری (بوہار مجموعہ) کلکتہ، خدابخش لائبریری پٹنہ، کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حیدرآباد[2] ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ[3] صولت پبلک لائبریری رامپور[4] (یوپی)، گجرات ودیا سبھا احمدآباد اور مدرسہ عالیہ کلکتہ لائبریری[5] میں بھی پایا جاتا ہے۔ اردو ترجمے حسب ذیل لائبریریوں میں موجود ہیں:

۱۔ گجرات ودیا سبھا احمدآباد میں شرحیں:

(الف) شارح عبدالصمد بن امیر حاج۔

(ب) ابن حسام ہروی

۲۔ ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری میں دو شرحیں:

(الف) شارح ابن حسام ہروی

(ب) شارح نامعلوم الاسم

۳۔ کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حیدرآباد میں تین نسخے:

(الف) شارح محمد بن فصیح بیاضی (اس کی کتابت خود شارح کے قلم سے ہے اور ایک نسخہ مطبوعہ تہران ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء کا بھی ہے۔

(ب) ابن محمد رضا الشریف الطالقانی (یہ شرح ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء کی مطبوعہ تہران ہے

(ج) شارح نامعلوم الاسم

---

[1] کیٹلاگ انڈیا آفس لائبریری لندن، جلد اول: ص ۱۲۹۴ تا ۱۲۹۶

[2] [3] [4] [5] ان لائبریریوں میں ۱۸۱۹ء کا مطبوعہ بھی ہے۔

[6] یہاں دو مطبوعہ نسخے بھی ہیں جن میں سے ایک قبل غدر ۱۸۵۶ء کا اور دوسرا مطبوعہ ایران ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء ہے۔

" نصاب الصبیان" لغت کے نام سے عام طور پر مشہور ہے لیکن اس کے پورے ابیات پڑھنے کے بعد صرف لغت کہنا کچھ عجیب سا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ ہی فن شاعری کے بحور وارکان اور چند اشخاص واشیاء کے نام بھی مذکور ہیں جو تعلیم اطفال کے سلسلے میں مصنف موصوف نے کوشش کی ہے۔ اسی طرح اس کتاب کی شہرت بھی سمجھ میں نہیں آتی۔ اسلئے کہ اس میں کوئی ندرت اور کوئی اہم چیز نہیں نظر آتی سوائے اس کے کہ یہ چند عربی الفاظ کے فارسی معنی ہیں اور کچھ دیگر عام چیزیں" اس میں منظوم کردی گئی ہیں۔ اہمیت نسخہ کی وجہ صرف یہی تسلیم کیے جانے کے لائق ہے کہ تعلیمی نصاب کی حیثیت سے منظوم شکل میں اسے سب سے قدیم مانا جاتا ہے۔

مصنف موصوف کا دوسرا اہم کارنامہ وہ ہے جو امام مجتہد محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ) کی کتاب "جامع الصغیر فی الفروع" کو نظم کی صورت میں ہمارے لیے یادگار چھوڑا ہے۔ اس منظوم کا نام "لمعۃ البدر" ہے جسے موصوف نے ۶۱۷ھ/۱۲۲۰ء میں کیا اور اس منظوم کارنامے کی فارسی شرح " ضوء اللمعہ " کے نام سے علاء الدین محمد بن عبدالرحمٰن الخجندی نے کی ہے[1]۔

ابونصر فراہی کے نام کے سلسلے میں اختلاف ہے۔ محمد، محمود اور مسعود یہ تین نام ملتے ہیں حاجی خلیفہ مرحوم خود بھی شک وشبہ میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ یہ موصوف محمود یا مسعود لکھتے ہیں اور ایک جگہ صرف محمود ذکر کرتے ہیں لیکن زیادہ تر دیگر کتابوں میں محمد نام ملتا ہے۔ اسی طرح مصنف موصوف کے وطنی نام میں بھی کئی طرح کے الفاظ ملتے ہیں۔ کوئی " فرہ " اور کوئی " فراہ " لکھتا ہے۔ لغت نامہ دہخدا (حروف الف ص ۹۰۷) میں ہے:

" منسوب بفرہ شہری میان ہرات وسیستان است وگور وی درقریہ است از نواحی فرہ والف در فراہی زائد وبرای ضرورت شعر است۔"

لیکن زیادہ تر اہل علم مقام فراہ ہی لکھتے ہیں مثلاً ڈاکٹر زہرای خانلری کے الفاظ ہیں منسوب

[1] کشف الظنون جلد اول ص ۳۷۹

بہ قریہ فراہ از سیستان است[1]" حاصل کلام یہ ہے کہ موصوف مادر زاد نابینا تھے اور اپنے وقت کے ماہر لغت عرب اور احادیث نبوی میں فہم و بصیرت نیز شاعری میں باکمال مانے جاتے تھے۔
قاضی فقیر محمد بنگالی مرحوم (متوفی ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء) تحریر فرماتے ہیں:

"ابونصر فراہی مولفہ "نصاب الصبیان" است کہ کور مادر زاد بود۔ اللہ تعالیٰ از فضل و کرم خویش ذہن و ذکا آنچناں بدو عطا فرمود کہ بہ فضیلت و علم شہرۂ آفاق گشت[2]"

مصنف موصوف نے یمین الدین بہرام شاہ بن تاج الدین حرب (امیر سیستان) کا زمانہ پایا تھا جس کے موصوف مداحوں میں سے تھے چنانچہ امیر مذکور کی مدح میں اشعار بھی کہے ہیں جن میں سے چار اشعار محمد خاوند شاہ ہروی نے اپنی کتاب "روضۃ الصفاء" جلد چہارم ص ۲۱۹[3] پر ذکر کیے ہیں۔ ابونصر فراہی کی وفات ۶۴۰ھ/۱۲۴۲ء میں ہوئی۔

ابونصر فراہی کا یہ ممدوح امیر نہایت ہی نیک دل، متقی اور ماہر مملکت و سیاست تھا۔ اپنے والد تاج الدین حرب کی وفات ۶۱۲ھ/۱۲۱۵ء کے بعد جب سیستان کی امارت پر قابض ہوا تو وہاں فتنہ و عداوت اور خونریزیوں کی شیطانی ہنگامہ آرائی ملاحظہ کی جسے اس نے اپنی دور اندیشانہ تدبیر و سیاست سے ہر قسم کے خلفشار کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن جن لوگوں کی فتنہ پروری عادت ثانیہ بن جاتی ہے وہ اپنی خباثتوں کی تسکین کا مداوا فتنہ برپا کرنے ہی سے حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دن امیر موصوف جامع مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے جا رہے تھے کہ اچانک چند اشرار طبع راستے ہی میں یکبارگی حملہ کر کے شہید کر دیا۔ خاوند شاہ ہروی لکھتے ہیں: "چہار کس از فدائیان اسماعیلی فرصت نگاہ داشتہ در وقتیکہ بمسجد جامع می رفت در بازار از اطرافش درآمدہ آں پادشاہ بیگناہ را بضربات متوالی شہید گردانیدند[4]" ________ (باقی آئندہ)

---

[1] فرہنگ ادبیات فارسی دری ص ۳۶۹
[2] جامع التواریخ ص ۲۴۴
[3] روضۃ الصفاء جلد چہارم ص ۲۱۹

تبصرے

درد دلکشا : از جناب منظور الٰہی صاحب تقطیع متوسط، ضخامت ۱۹۲ صفحات، کتابت وطباعت، کاغذ اور گٹ اپ سب اعلیٰ۔ قیمت ۰۰/15 پتہ: فیروز سنز لمیٹڈ لاہور۔

جناب منظور الٰہی صاحب پاکستان گورنمنٹ کے اعلیٰ سول آفیسر رہ چکے ہیں، موصوف کا خاندان جو نامی گرامی افراد پر مشتمل تھا اصلاً مشرقی پنجاب (جالندھر) کا متوطن تھا۔ تقسیم کے وقت ... مصائب و آلام برداشت کرکے مغربی پنجاب (لائل پور) منتقل ہوگیا موصوف نے تعلیم کی تکمیل پاکستان میں ہی کی، اس کے بعد وہ ... آگئے۔ یہاں اور بیرونی ممالک میں بڑے بڑے عہدوں پر رہے ہے۔ تعلیم مغربی تھی مگر تربیت خالص اسلامی اور مشرقی تھی، دینداری خاندانی وراثت تھی دماغ دور رس اور نکتہ شناس، دل درد مند اور حساس، رومی، عطار، حافظ، خسرو اور غالب و اقبال کے لالہ زار شعرو ادب کا خوشہ چیں، قوت مشاہدہ عقاب آسا، اس لیے اب قلم ... تو عمر بھر کے تمام تجربات، مشاہدات اور احساسات کی شراب کشید کرکے درد دلکشا کے جام و سبو میں بھردی۔ یہ کتاب کہنے کو آٹھ متفرق مضامین کا مجموعہ ہے، لیکن اس میں کیا نہیں ہے؟ اس میں اپنی کہانی، وطن اور خاندان کے بزرگوں اور دوستوں کی حسرت آلود یاد بھی ہے اور بزم جہاں کے ہنگامۂ ناؤ نوش کا تذکرہ بھی، واردات قلب بھی ہیں اور غم روزگار بھی، علمی اور ادبی اعتبار سے اس میں دین و تصوف، فلسفہ و حکمت، تاریخ و اثریات غرض کہ ادب عالیہ میں جو کچھ ہونا چاہئے وہ سب اس میں موجود ہے، پھر اسلوب نگارش اس درجہ حسین اور دلآویز ہے کہ سبحان اللہ پڑھتے جائیے اور جھومتے جائیے۔ معلوم ہوتا ہے آزاد اور

مہدی الافادی دونوں یک قالب و دو جاں ہو گئے ہیں۔ ترقی پسند ادب کے ذخیرے میں اس انشا پردازی کی مثال شاذ و نادر ہی ملے گی، بہر حال یہ عرض کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ پھولوں کے اس گلدستہ میں "ہر ایک نے اپنی باری لینی ہے" (ص ۵۴) افریقی ادارے کے سربراہ مجھے کہنے لگے" (ص ۵۳) "مجھے لوگ ملنے آتے ہیں" (ص ۱۴۷) سب احباب کو مل کے جاتے ہیں" (۱۴۵) "تم میری بیوی کو مل کے خوش ہوگے" (ص ۸۷) ایسے فقرے بری طرح کھٹکتے ہیں، اگرچہ اہل پنجاب نے اس طرز تحریر کو عام کر دیا ہے لیکن دہلی اور لکھنؤ کے کان اب تک ان سے مانوس نہیں ہوتے۔ (س)

سالنامہ صغیر: ناشر: ادارۂ صغیر انجمن ترقی اردو، مدرسہ باقیات صالحہ۔ ویلور ۶۳۲۰۰۴ (تامل ناڈو) قیمت ندارد۔

مدرسہ باقیات صالحہ ویلور (تامل ناڈو) جنوبی ہند کی ایک معروف درس گاہ ہے اگرچہ مدرسہ کا بنیادی مقصد علوم دینیہ اور لغت عربی کی اعلیٰ تدریس ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ یہاں کے ارباب حل و عقد اردو زبان و ادب کے تئیں غافل نہیں۔ تحریر و تقریر کی مشق کے لیے انجمن ترقی اردو کے نام سے ایک ادارہ قائم ہے۔ پیش نظر رسالہ اسی انجمن کا سالانہ ترجمان ہے۔ اس میں فاضلین مدرسہ کے علاوہ طلباء کرام کے مضامین بھی شامل ہیں کئی منظومات مثلاً۔ نعتیں قطعے، جوش اور تصوف، تعلقات عرب و ہند بہت ہی معلومات افزا ہیں۔ ہمارے مدارس عربیہ میں تحریر و تقریر کی مشق تو کرائی جاتی ہے مگر طلباء عزیز کی کاوشوں کو شائع کرنے کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ مدارس عربیہ اس سے ترغیب حاصل کریں۔

امید ہے کہ اس سالنامہ کو مقبولیت تامہ حاصل ہوگی۔ طلبا کی مدرسہ سے براہ راست رجوع کر کے رسالہ حاصل کریں۔